

اصحابِ صفہ اور اشاعتِ اسلام

ڈاکٹر حارث سلیمان الضاری

ترجمہ: پروفیسر مسعود الرحمن خان ندوی

صفہ

لغت میں صفہ سایہ دار چبوترہ یا چھتر کو کہتے ہیں۔ اسلامی اصطلاح میں اس کا اطلاق مسجد نبوی کے جوار میں اس چبوترہ پر ہوتا ہے جس کو رسول اللہ ﷺ نے ان مہاجر فقراء کے لیے بنایا تھا جن کا مدینہ میں گھربار تھا نہ دوست یار۔ یہ ایک طرح سے اولین اسلامی مدرسہ کے طلبہ کی قیام گاہ تھی جو سنہ ۱ھ میں شروع ہوا تھا۔ دارقطنی نے کہا ہے کہ مسجد نبوی اس چبوترہ کے آخر میں تھی۔ ۲۔ جب کہ ابن حجر نے لکھا ہے کہ یہ سایہ دار چبوترہ مسجد نبوی کے آخر میں ان پردیسیوں کے لیے تعمیر کیا گیا تھا جن کا گھربار تھا نہ کوئی جائے پناہ۔ ۳۔

اصحابِ صفہ

اصحابِ صفہ عرب و عجم کے وہ غریب مہاجر اہل ایمان تھے جنہوں نے مادی و معاشرتی ناسازگار حالات کے تحت مسجد نبوی میں قلیل یا طویل مدت کے لیے سکونت اختیار کی۔ حضرت ابو ہریرہؓ (جو خود اہل صفہ میں سے تھے) نے کہا ہے: ”اصحابِ صفہ اسلام کے مہمان تھے۔ گھربار، مال و دولت یا کسی فرد کا سہارا نہ تھا، جب رسول اللہ ﷺ کے پاس کوئی صدقہ آتا تو ان کے پاس بھیج دیتے اور خود اس میں سے کچھ تناول نہ فرماتے، ہاں! جب ہدیہ آتا تو خود تناول فرماتے اور اہل صفہ کو بھی اس میں شریک کرتے“۔ ۴۔ ابن سعد نے یزید بن عبد اللہ بن قسیط سے روایت کی ہے کہ ”اہل صفہ

رسول اللہ ﷺ کے وہ صحابہ تھے جن کے پاس گھر نہیں تھے، وہ مسجد نبوی میں سوتے اور سایہ حاصل کرتے، اس کے علاوہ ان کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔“ ابو لؤا سود دؤلی نے حضرت طلحہ بن عمروؓ سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں: ”جب رسول اللہ ﷺ کے پاس کوئی ایسا شخص آتا جس کا مدینہ میں کوئی جاننے والا ہوتا تو وہ اس کے پاس قیام کرتا، لیکن جس کا کوئی جاننے والا نہ ہوتا تو وہ اصحابِ صفہ کے ساتھ مقیم ہوتا، میں بھی صفہ کا باسی رہا ہوں، وہاں میں نے ایک شخص کی رفاقت اختیار کر لی تھی، اور رسول اللہ ﷺ ہر روز دو آدمیوں کو ایک مہمگور راتن عطا فرماتے تھے۔“ ۱۔

ان روایات سے اندازہ ہوتا ہے کہ صفہ کوئی یتیم خانہ یا ناکارہ لوگوں کا گھر نہیں تھا، جہاں لوگ صرف ضروریاتِ زندگی کی تلاش میں آگئے تھے، جیسا کہ بعض بے علم لوگوں کا خیال ہے۔ وہ تو ان لوگوں کا ماویٰ و مسکن تھا جنہوں نے صدیوں سے انسانیت پر شرک و گم راہی کی چھائی ہوئی زندگی سے فرار اختیار کر کے ایمان کی تلاش میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف اس وقت ہجرت کی جب اس کی ہوائیں طیبہ سے چلیں، انہوں نے ایمان کی محبت میں اہل و عیال، مال و دولت اور وطن سب کچھ چھوڑا تو پھر پلٹ کر پیچھے نہ دیکھا، ان کی اس قربانی کی قدر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کو ایمان کا جھنڈا بلند کرنے، اس کا دفاع کرنے، لوگوں کو اس کی دعوت دینے اور سارے عالم میں اس کی تعلیمات کو پھیلانے کے لیے چن لیا۔

اصحابِ صفہ کی تعداد

مصادر میں اصحابِ صفہ کی کوئی متعین تعداد نہیں ملتی۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں ان کی تعداد ستر بتائی گئی ہے جن میں سے کسی کے پاس چادر (کا کھل لباس) نہ تھا۔ ۷۰ یہ بھی صحیح تعداد معلوم نہیں ہوتی، نیز حضرت ابو ہریرہؓ نے یہ تعداد ۷۰ سے ہ کی ابتداء میں خود اصحابِ صفہ میں شامل ہونے کے بعد کی بتائی ہوگی، اس سے پہلے کی تعداد کا ذکر نہیں ہے جو کسی بھی وجہ سے صفہ چھوڑ چکے تھے۔ بعض مصادر میں

لگ بھگ چار سو کی تعداد کا ذکر کیا جاتا ہے، ظاہر ہے یہ بھی کوئی متعین تعداد نہیں ہے، اس بارے میں حافظ ابو نعیم نے صحیح بات کہی ہے کہ ”اوقات اور احوال کے لحاظ سے اصحاب صفہ کی تعداد مختلف ہوتی تھی، کبھی کسی وجہ سے صفہ کے مقیمین صفہ چھوڑ دیتے تھے تو تعداد کم ہو جاتی تھی، کبھی آنے والوں کی زیادتی ہوتی تو تعداد بڑھ جاتی۔ ۵۔ حافظ ابن حجر نے بھی کہا ہے کہ علامات نبوت میں حضرت ابو ہریرہؓ کی مذکور ستر کی تعداد کا مطلب محدود کرنا نہیں، بلکہ یہ تو اس وقت کی تعداد ہے جس وقت کا قصہ ابو ہریرہؓ نے بیان کیا ہے۔ ۹۔

حالاتِ اصحابِ صفہ

اصحابِ صفہ پر فقر و ضرورت، لباس کی خرابی اور مظہر کی خشکی کا غلبہ تھا، چنانچہ حضرت فضالہ بن عبیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھاتے تو بعض اصحابِ صفہ فقر و فاقہ کی وجہ سے گر پڑتے، یہاں تک کہ بدو کہنے لگتے کہ یہ پاگل لوگ ہیں، اور حضرت ابو ہریرہؓ کی یہ روایت گزر چکی ہے کہ اصحابِ صفہ کے ستر افراد میں سے کسی کے پاس چادر نہیں تھی، ۱۰۔ دوسری روایت میں ہے کہ اصحابِ صفہ کے تیس آدمیوں کو رسول اللہ ﷺ کے پیچھے میں نے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، ان کے پاس چادریں نہیں تھیں، ایک اور روایت میں ہے کہ تہ میں (دیکھا) اور میں بھی انھیں میں سے تھا۔ ۱۱۔ ابو حازم نے حضرت وائلہ بن اسقعؓ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: میں اصحابِ صفہ میں تھا، ہم میں سے کسی کے پاس مکمل لباس نہیں تھا، پسینہ نے ہماری کھالوں پر میل اور مٹی کے نشان بنا دیے تھے۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں: ”رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس اس حال میں آئے کہ ہم کم زور مسلمانوں کو ایک شخص قرآن سنارہا تھا اور ہمارے لیے دعا کر رہا تھا، میرا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان میں سے کسی کو پہچان نہیں پارہے تھے، اس لیے کہ وہ اپنے جسموں پر ٹھیک سے کپڑے نہ ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے کی آڑ میں چھپنے کی کوشش کر رہے تھے۔ ۱۲۔

اہلِ صفہ نے فقر و فاقہ پر صبر کر کے اللہ کی عطا کردہ نعمتِ اسلام کو ترجیح دی، اللہ کی راہ میں اس قربانی پر اسی سے ثواب کی امید رکھی، تاکہ دیگر مسلمان بھائیوں کی طرح شرفِ صحبت سے مستفید ہوں، چنانچہ دنیا و آخرت میں ان کا مقام بلند ہوا اور تاریخ نے ان کی خوش گوار یاد کو ہمیشہ کے لیے محفوظ کر لیا۔

اصحابِ صفہ کے اسمائے گرامی

بعض علماء نے اصحابِ صفہ کے اسمائے گرامی تلاش کر کے جمع کرنے کی امکانی کوشش کی ہے۔ ان میں سے ابوسعید احمد بن محمد بن الاعرابی (م ۳۴۰ھ) نے اپنی کتاب اصحابِ الصفۃ میں، ان کے بعد ابو عبد اللہ الحاکم نیشاپوری (م ۴۰۵ھ) نے بھی اصحابِ الصفۃ نامی کتاب میں، پھر ابو عبد الرحمن محمد بن حسین سلمیٰ (م ۴۱۲ھ) نے تاریخ اہل الصفۃ میں ۱۳ اصحابِ صفہ کے اسمائے گرامی جمع کرنے کا کام کیا۔ اس کے بعد ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی (م ۴۳۰ھ) نے ”حلیۃ الأولیاء و طبقات الأصفیاء“ میں ساتتین کی کوششوں سے فائدہ اٹھا کر سب اصحابِ صفہ کے اسماء و احوال ایک جگہ مرتب کیے اور جو اسماء رہ گئے تھے ان کا استدراک کیا۔ چنانچہ حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے: ”اصحابِ صفہ کے اسماء کی طرف ابوسعید بن الاعرابی نے توجہ کی، پھر ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے کچھ ناموں کا اضافہ کیا، اس کے بعد ابو نعیم نے سب کو یکجا کیا، اور فوت شدہ کا استدراک کیا، اور یہ بھی بتایا کہ بعض لوگوں کو اشتباہ یا غلطی کی وجہ سے اصحابِ صفہ میں شامل کر لیا گیا ہے، حالاں کہ وہ ان میں سے نہیں ہیں۔ ۱۳۔ محمد بن عبد الرحمن سخاوی (م ۹۰۲ھ) نے اپنی کتاب رجحان الکفۃ فی بیان نبذۃ من أخبار اہل الصفۃ میں اصحابِ صفہ کے کچھ حالات کا ذکر کیا۔ انھوں نے ابو نعیم کے بیان کردہ اسماء اصحابِ صفہ کی تجرید کر کے ان کو بمجموع کے حروف کے مطابق مرتب کیا، لیکن استقصاء نہیں کیا، ۱۵۔ ان تمام کوششوں کے باوجود ان علماء نے صرف پچاس سے کچھ اوپر اسماء اصحابِ صفہ ذکر کیے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ ان کی حقیقی تعداد سے بہت کم ہے۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک اصحابِ صفہ کا مقام

اللہ، اس کے رسول ﷺ اور دیگر صحابہ کے نزدیک اصحابِ صفہ کا بڑا مقام تھا، چنانچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے صحابہ کی عام تعدیل، ان سے رضا مندی، اچھا وعدہ، جنت میں قیام اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ان کی سرپرستی، دیکھ بھال اور تعریف کے علاوہ اصحابِ صفہ کی ایسی صفات بیان کی گئی ہیں جو ان کے فضل اور اعلیٰ درجہ پر دلالت کرتی ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے رب کی مرضی کے لیے صبح و شام تسبیح و تحمید، دعا اور نماز جیسے اعمال صالحہ ادا کرنے والے کہا ہے:

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ

اپنے رب کی رضا کے لیے جو صبح و شام

وَالْعُشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ (الانعام ۵۲)

اس کو پکارتے ہیں ان کو آپ نہ دھتکائیں

یہ آیت اصحابِ صفہ اور دیگر کم زور و فقیر مسلمانوں کے حق میں اتری تھی،

چنانچہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے مسلمؒ کی روایت ہے کہ: ”ایک موقع پر نبی ﷺ کے ساتھ ہم چھ آدمی تھے، مشرکین نے حضور سے کہا: ان لوگوں کو باہر نکال دیں، تاکہ یہ ہمارے خلاف جرأت نہ کرنے لگیں۔ سعدؓ نے کہا کہ ان چھ افراد میں ایک میں تھا، دوسرے ابن مسعودؓ، تیسرا ایک قبیلہ ہذیل کا آدمی، چوتھے بلالؓ، نیز دو دیگر لوگ تھے جن کے نام مجھے یاد نہیں۔ مشرکین کے مذکورہ مطالبہ سے رسول اللہ ﷺ کے دل میں کچھ بات آئی، اس وقت اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت اتاری۔ علیؓ ابو نعیم کی روایت میں ہے کہ: ”ہم آگے بڑھ بڑھ کر نبی ﷺ کے قریب بیٹھتے تھے، تو مشرکین نے کہا: ہم کو چھوڑ کر آپ ان لوگوں کو اپنے قریب کرتے ہیں، اس پر حضور نے کسی دوسری بات کا ارادہ کیا، تو یہ آیت اتری۔ ۱۸ ابن ماجہ اور ابو نعیم نے اس آیت سے متعلق خیاب بن اُرت کی روایت بیان کی ہے کہ: ”اقرع بن حابس تمیمی اور عیینہ بن حصن فزاری آئے تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو کم زور مسلمانوں میں سے صہیبؓ، بلالؓ، عمارؓ اور خیابؓ کے ساتھ بیٹھے ہوئے دیکھا، ان کو حقیر سمجھا، حضور کے پاس آئے اور ان سے خلوت میں

کہا: ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے ساتھ مجلس کا الگ سے وقت مقرر کر دیں، تاکہ عرب کو ہماری فضیلت (بڑائی) معلوم ہو، اس لیے کہ آپ کے پاس عرب کے فود آتے ہیں تو ہم کو شرم آتی ہے کہ وہ ہم کو ان غلاموں کے ساتھ دیکھیں، اس لیے جب ہم آئیں تو آپ ان کو مجلس سے اٹھادیں، پھر جب ہم فارغ ہو جائیں تو اگر آپ چاہیں تو ان کو بٹھالیں، حضور نے فرمایا: ہاں، انھوں نے کہا: یہ بات ہمارے لیے لکھ دیجیے، آپ نے کاغذ منگوایا اور علیؑ کو بلایا تاکہ وہ لکھیں، جب کہ ہم ایک کونے میں بیٹھے ہوئے تھے، اس وقت جبریلؑ آئے اور مذکورہ آیت سنائی۔ اس موقع پر یہ آیت بھی نازل ہوئی:

وَاضْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ (الکہف ۲۸)

آپ ان لوگوں کے ساتھ اپنے کورو کے رکھیے جو اللہ کی رضا کے لیے صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔

خواب کہتے ہیں: پھر ہم نبی ﷺ کے ساتھ بیٹھے تھے، اور جب آپ کے اٹھنے کا وقت آتا تو ہم خود اٹھ جاتے تھے کہ آپ جب پسند فرمائیں مجلس سے اٹھ جائیں۔ ۱۹

اصحاب صفہ اور دیگر غریب مسلمانوں کے ذکر، عبادت اور اخلاص کی بدولت اللہ نے نبی ﷺ کو امراء کی تالیف قلب کے لیے فقراء کو اپنی مجلس سے عارضی طور پر بھی اٹھانے سے نہ صرف منع فرمادیا، بلکہ ان کے ساتھ صلہ رحمی، مستقل ربط و تعلق اور سرپرستی و اعزاز کا بھی حکم دیا۔ ۲۰ اس الہی رہنمائی کے بعد نبی ﷺ نے بے یار و مددگار صحابہ سے اپنا ربط و ضبط اور ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا بڑھادیا، نیز صحابہ کے اٹھنے سے پہلے آپ خود مجلس سے نہ اٹھتے، تاکہ فرمان الہی کی تعمیل کے علاوہ ایمان کی راہ میں ہر تنگی و پریشانی برداشت کر کے استقلال کا ثبوت دینے والے جیلے صحابہ کے دل خوش ہوں، چنانچہ مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: ”اللہ کی تعریف ہے کہ اس نے میری امت میں ایسے افراد پیدا کیے جن کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کا مجھے حکم ہوا“۔ ۲۱ ایک روایت میں ہے کہ ایک موقع پر کسی صحابی نے آپ سے پوچھا: ”اے رسول اللہ آپ نے عیمہ اور اقرع کو سیکڑوں

عطا فرمائے اور جُعَیل بن سراقہ ضمری کو چھوڑ دیا، تو آپ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، جُعَیل بن سراقہ ساری زمین، تمام موجودات اور عینہ اور آقرع جیسے تمام لوگوں سے بہتر ہیں، لیکن میں نے اسلام لانے کے لیے ان دونوں کی تالیف قلب کی ہے، اور جُعَیل کو اس کے اسلام کے بھروسہ پر چھوڑ دیا ہے۔ ۲۲

اصحابِ صفہ کو نبی ﷺ کی سرپرستی

نبی ﷺ کو اصحابِ صفہ کے امور سے بہت دل چسپی تھی۔ آپ ان کا ایک باپ کے اپنے فرزندوں، ایک استاد کے اپنے ہونہار شاگردوں اور ایک داعی کے اپنے وفادار متبعین کی طرح خیال کرتے اور سرپرستی فرماتے تھے، اس حسن سلوک کی وجہ سے ان حضرات کی بہت سی نفسیاتی اور مادی پریشانیاں ہلکی ہو گئی تھیں، چنانچہ آپ ان کی خبر گیری کرتے، ہمیشہ تر اوقات ان کے ساتھ گزارتے، اور زیادہ تر حالات، یہاں تک کہ بھوک اور فاقہ میں بھی ان کے ساتھ شریک رہتے۔ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ ایک دن حضرت ابو طلحہؓ آئے، جب کہ نبی ﷺ اصحابِ صفہ کو کھڑے ہوئے پڑھا رہے تھے، اور آپ کے پیٹ پر بھوک کی وجہ سے پتھر کا ایک ٹکڑا بندھا ہوا تھا، تاکہ کمر سیدھی رکھ سکیں۔ ۲۳

آپ کی اس سرپرستی کے کئی پہلو تھے، ان میں اہم ترین درج ذیل ہیں:

(الف) علمی سرپرستی:

یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ نبی ﷺ تمام صحابہ کے معلمِ اوّل تھے۔ دیگر صحابہ کے مقابلہ میں فراغت اور ہر وقت حضور کی رفاقت کی وجہ سے اصحابِ صفہ کو رسول اللہ ﷺ سے تعلیم حاصل کرنے اور ان کی خبر گیری کا زیادہ حصہ ملا تھا۔ آپ ان کو قرآن و سنت کی تعلیم دیتے، نیز سلوک و عمل سکھاتے، اور مسجد نبوی و صفہ کے اندر و باہر ایک دوسرے کے ساتھ حسن معاملہ کی ہدایت فرماتے، اور دو گئے اجر و ثواب کی ترغیب کے ذریعہ تلاوتِ قرآن کی تاکید کرتے۔ حضرت عقبہ بن عامرؓ فرماتے ہیں: ”رسول اللہ

ﷺ ایک دن ہمارے پاس تشریف لائے، جب کہ ہم صفہ میں تھے اور فرمایا: تم میں سے کون چاہتا ہے کہ ہر روز بطحاء اور عقیق جائے اور وہاں سے بغیر کسی گناہ یا قطع رحم کے دو اعلیٰ قسم کی اونٹنیاں لائے؟ ہم نے کہا: اے رسول اللہ! یہ تو ہم میں سے ہر ایک پسند کرتا ہے، آپ نے فرمایا: تم میں سے کوئی کیوں مسجد جا کر کچھ نہیں سیکھتا یا کتاب اللہ کی دو آیتیں نہیں پڑھتا کہ یہ اس کے لیے دو، تین اور چار اونٹنیوں یا چار اونٹنیوں کے ساتھ چار اونٹوں کے جوڑوں سے بہتر ہیں۔“ ۲۴ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ”رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، اس وقت ایک آدمی ہمیں قرآن پڑھا رہا تھا اور دین کی باتیں سکھا رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ کے ذریعہ اشارہ فرمایا کہ گول حلقہ بنا لو۔ چنانچہ حلقہ بن گیا، پھر آپ نے کہا: کیا تم لوگ مذاکرہ کر رہے تھے؟ حاضرین نے کہا: یہ شخص ہمیں قرآن پڑھا رہا ہے اور ہمیں دین کی باتیں سکھا رہا ہے، آپ نے فرمایا: جو کر رہے تھے وہی کرو۔“ ۲۵ زرعة بن عبد الرحمن نے اپنے والد (جن کا نام حافظ ابو نعیم کے مطابق جربہ تھا اور جو اصحابِ صفہ میں سے تھے) سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں: ”رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس بیٹھے، جب کہ میری ران کھلی ہوئی تھی، آپ نے فرمایا: اس کو ڈھاٹکو، کیا تمہیں نہیں معلوم کہ ران ستر ہے؟۔ اس طرح رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ کتاب و حکمت سے تعلیم و تربیت کے ذریعہ اصحابِ صفہ کو مطلوب درجہ تک پہنچا دیا، تاکہ وہ اسلام کی دعوت و تبلیغ اور اس کی تعلیمات کی نشر و اشاعت کا فریضہ انجام دینے کے قابل ہو جائیں۔

(ب) تربیتی اور نفسیاتی سرپرستی

ایمانی طاقت اور اس کے لیے عظیم قربانیوں کے باوجود بحیثیت انسان بعض اہل صفہ فقر و فاقہ کی وجہ سے نفسیاتی طور پر پریشان ہوتے تھے، نبی ﷺ ان کی اس پریشانی کو خوب جانتے تھے، اور اسے حل کرنے یا کم از کم ہلکا کرنے کی کوشش کرتے رہتے تھے۔ آپ خود ہی پہل کر کے ان سے ان کے حالات و ضروریات معلوم کرتے اور بتاتے کہ وہ جس حال میں ہیں وہ ان کے لیے بہتر ہے اور انجام کار ان کے مفاد

میں ہے۔ اس سے ان کے دل خوش ہوتے، پریشانی کم ہوتی اور ہمت بڑھتی۔ حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اصحاب صفہ کے پاس آئے اور کہا: تم لوگ کیسے ہو؟ انھوں نے کہا: خیریت سے ہیں، آپؐ نے فرمایا: تم لوگ آج بہتر ہو، اور ایک وقت ایسا بھی آئے گا جب تم میں سے کسی کو ایک طرف (کھانے کا) لگن ملے گا، اور دوسری طرف خوشبو، اور تم میں سے کوئی اپنے گھر پر کعبہ کی طرح پردے ڈالے گا؟ انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول کیا ہم کو یہ سب ملے گا؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں! انھوں نے کہا: اس دن ہم بہتر ہوں گے، صدقہ و خیرات دیں گے اور غلام آزاد کریں گے! آپؐ نے فرمایا: نہیں! بلکہ تم لوگ آج بہتر ہو! اس لیے کہ جب تم کو وہ سب چیزیں ملیں گی تو آپس میں حسد، قطع رحمی اور بغض کرنے لگو گے۔“ ۲۔ ثابت بنانی روایت کرتے ہیں کہ حضرت سلمانؓ ایک جماعت میں تھے جو اللہ کے ذکر میں مشغول تھی، نبی ﷺ کا اس جماعت کے پاس سے گذر ہوا تو وہ لوگ رک گئے۔ آپؐ نے فرمایا: تم کیا کہہ رہے تھے؟ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول، ہم اللہ کا ذکر کر رہے تھے، آپؐ نے فرمایا: ”ذکر کرتے رہو، اس لیے کہ میں نے تم لوگوں پر رحمت اترتے ہوئے دیکھا ہے، میں نے چاہا کہ میں بھی اس میں تمہارے ساتھ شامل ہو جاؤں“۔ ۲۸

اس پر حکمت نفسیاتی و تربیتی اسلوب کے ذریعہ نبی ﷺ نے اس سچی مومن جماعت کو دنیوی فکر سے اوپر اٹھنے، پریشانی پر صبر کرنے اور اللہ کے ثواب اور دائمی نعمتوں کی لو لگانے پر آمادہ کیا۔

(ج) مادی سرپرستی

اصحاب صفہ اور دیگر غریب صحابہ کی علمی، تربیتی اور نفسیاتی سرپرستی کے علاوہ نبی ﷺ نمایاں طور پر ان کی مادی خبر گیری بھی کرتے تھے۔ آپ کے پاس جو چیز بھی کم یا زیادہ ہوتی یا بطور ہدیہ آتی، خود کو اس کی سخت ضرورت ہونے کے باوجود ان کو عطا فرماتے، اور ان کے کھانے پینے کی نگرانی اور خبر گیری کرتے، چنانچہ مجاہد بن جبرؒ نے

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں: ”اللہ کی قسم، بھوک کی وجہ سے میں کبھی زمین پر بیٹھ جاتا تھا اور کبھی پیٹ پر پتھر باندھ لیتا تھا..... یہاں تک کہ (ایک مرتبہ) میرے پاس سے رسول اللہ ﷺ گزرے اور میرے چہرے پر بھوک کے اثر کو پہچان لیا، آپ نے مجھے پکارا: ابو ہریرہ! میں نے کہا: اے اللہ کے رسول، حاضر ہوں، آپ مجھے اپنے ساتھ گھر لے گئے، وہاں آپ نے ایک پیالہ میں دودھ رکھا پایا، آپ نے (گھر والوں سے) پوچھا: یہ تمہارے پاس کہاں سے آیا؟ جواب دیا گیا: فلاں نے بھیجا ہے، آپ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ، جا کر اصحاب صفہ کو بلا لاؤ، حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں: اس وقت آپ کا مجھ کو اہل صفہ کے پاس بھیجنا برا لگا، اور میں نے (دل میں) کہا: مجھے تو امید ہو رہی تھی کہ یہ دودھ مجھے پینے کو مل جائے گا، تمام اصحاب کا اتنے سے دودھ میں کیا بھلا ہوگا، مگر اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے چارہ نہ تھا، اس لیے میں انہیں بلانے آیا، سب فوراً چل دیے، جب سب پہنچ گئے تو آپ نے فرمایا: ”اے ابو ہریرہ، یہ لے کر ان کو دو“، میں ایک ایک آدمی کو دیتا جاتا، اور وہ پی کر سیراب ہوتا، یہاں تک کہ میں نے سب کو پلا کر اس کو رسول اللہ ﷺ کو واپس کیا۔“ آپ نے مسکراتے ہوئے میری طرف دیکھا، اور فرمایا: ”اب میں اور تم بچے“ میں نے کہا: آپ نے سچ فرمایا اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: بیو، میں نے بیا، پھر فرمایا، اور بیو، میں نے پھر بیا، آپ یہی فرماتے رہے، اور میں پیتا رہا، یہاں تک کہ میں نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو دین حق کے ساتھ بھیجا ہے! اب بالکل گنجائش نہیں ہے۔ تب آپ نے پیالہ لے کر باقی بچا ہوا دودھ نوش فرمایا۔ ۲۹ یہی ایک روایت رسول اللہ ﷺ کی اہل صفہ کی خبر گیری، ان کی تنگی ترشی میں شرکت اور ان کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر ترجیح دینے پر دلالت کے لیے کافی ہے، نیز اس واقعہ میں جو طاقت ور ایمانی عناصر ہیں وہی اصحاب صفہ کو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان کے لیے بڑی سے بڑی مشکلات کو خاطر میں نہ لانے پر آمادہ کرتے تھے۔

اصحاب صفہ کی خبر گیری کے ذیل میں یہ بھی آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے

دولت مند صحابہ کے صدقات اصحابِ صفہ نیز دیگر غریب مسلمانوں کو عطا فرماتے، جنگوں کے ذریعہ حاصل ہونے والے اموالِ غنیمت ان میں تقسیم کرتے، کبھی ان کو کھانا کھلانے کے لیے اپنے صحابہ کے سپرد کرتے تو حسب استطاعت کوئی دو، کوئی تین، کوئی چار یا اس سے زیادہ افراد کو اپنے گھر لے جاتا، ابو عثمان نہدیؓ سے روایت ہے کہ ان سے حضرت عبد الرحمن بن ابی بکرؓ نے بیان کیا: ”اہلِ صفہ غریب لوگ تھے، رسول اللہ ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا: جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ اپنے ساتھ تیسرے آدمی کو لے جائے، اور جس کے پاس چار افراد کا کھانا ہو وہ اپنے ساتھ پانچویں اور چھٹے شخص کو لے جائے، یہ سن کر ابو بکرؓ تین اشخاص کو اپنے ساتھ لے گئے اور خود اللہ کے نبی ﷺ دس کو۔ ۳۰ محمد بن سیرینؒ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ شام کے وقت اصحابِ صفہ میں سے بعض افراد کو اپنے بعض صحابہ میں تقسیم فرمادیتے، کوئی ایک، کوئی دو، کوئی تین (یہاں تک کہ انھوں نے دس تک بیان کیا) کو لے جاتا۔ حضرت سعد بن عبادہؓ ہر رات ان میں سے اسی آدمیوں کو کھانا کھلانے اپنے گھر لے جاتے۔ ۳۱ ابن سعد نے یزید بن عبد اللہ بن قسیط سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اصحابِ صفہ کو رات کے کھانے کے وقت بلا تے، اور ان کو اپنے صحابہ میں بانٹ دیتے، اور ان میں ایک گروہ رسول اللہ کے ساتھ رات کا کھانا کھاتا، یہاں تک کہ اللہ نے دولت عطا فرمائی۔ ۳۲

نبی ﷺ کے علاوہ مال دار صحابہ اپنی استطاعت کے بقدر براہ راست بھی نیکی اور مدد کے کام انجام دیتے تھے، چنانچہ حسن بصریؒ کی روایت ہے کہ ”صفہ کم زور مسلمانوں کے لیے تعمیر ہوا تھا، عام مسلمان ان کے ساتھ جو کچھ بھلائی کر سکتے تھے، کرتے تھے۔ ۳۳ اللہ کی راہ پر چلنے اور اس کے دین کی سر بلندی کے لیے صحابہ میں انفاق اور مسابقت کا جو جذبہ تھا اس سے ہر ایک واقف ہے۔

اشاعتِ اسلام میں اصحابِ صفہ کا حصہ

اسلام کی مدد اور اس کے اصولوں کی نشر و اشاعت میں اصحابِ صفہ کا نمایاں

حصہ ہے۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے عہد میں اور اس کے بعد دیگر صحابہ کے ساتھ ہر میدانِ عمل میں شرکت کی۔ ان میں مجاہدین و شہداء تھے جنھوں نے بہادری، ثابت قدمی اور بے خونئی کی شان دار مثالیں قائم کیں، ان میں علماء، مفتی، راوی اور حکام تھے جنھوں نے نبی ﷺ سے علم حاصل کیا اور دوسروں میں اس کو پھیلا دیا، اصحاب صفہ نے دعوت و تبلیغ کے تقاضوں اور اس کی حفاظت کے لیے دیگر کام بھی انجام دیے، جیسے نبی ﷺ کی حفاظت و حراست اور حسب ہدایت خطوط و مراسلات کا پہنچانا وغیرہ۔ ان میں بعض ایسے بھی لوگ تھے جنھوں نے ایک سے زیادہ قسم کے جلیل ترین کام اور مہمیں سر کیں۔

اسلام کے لیے تکلیفیں برداشت کرنا اور ثابت قدمی

یہ معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بہت سے صحابہ نے تکلیفیں اٹھا کر اسلام پر ثابت قدمی کے جوہر دکھائے۔ ان میں سے جو لوگ ہجرت کے بعد مسجد نبوی میں رہتے تھے وہ اصحاب صفہ کہلائے، ان میں مشرکین مکہ کے ہاتھوں تکلیفیں اٹھانے والے جلیل القدر صحابہ بھی تھے، جیسے:

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جنھوں نے نبی ﷺ کے بعد مکہ میں سب سے پہلے قرآن با آواز بلند پڑھا۔ قریش اپنی انجمنوں میں بیٹھے تھے کہ آپ نے سورۃ الرحمن زور سے پڑھنی شروع کی، انھوں نے اٹھ کر آپ کو مارنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ لہو لہان کر دیا، ۳۵ پھر یہ واقعہ کئی بار ہوا تو آپ حبشہ پھر مدینہ ہجرت کے لیے مجبور ہوئے۔ ۳۶

(۲) حضرت ابو ذر غفاریؓ: نبی ﷺ کی بعثت کے حالات معلوم کر کے آپ سے ملاقات کے لیے مکہ آئے، مشکل سے ملاقات ہوئی، جب آپ کی باتیں سنیں تو اسلام کی ہدایت سے سرفراز ہوئے۔ ان سے نبی ﷺ نے کہا: اپنی قوم کے پاس واپس جاؤ، یہاں تک کہ تمہارے پاس میرا حکم پہنچے، انھوں نے کہا: اس ذات کی قسم جس کے

ہاتھ میں میری جان ہے ان کے درمیان چیخ چیخ کر یہ دعوت پہنچاؤں گا، پھر وہاں سے نکل کر مسجد آئے اور بلند آواز سے کلمہ شہادت پڑھا، یہ سن کر لوگ اٹھ کر کھڑے ہوئے اور انھیں مارتے مارتے زمین پر گرا دیا، حضرت عباس بن عبدالمطلب نے ان پر اوندھے لیٹ کر ان کو بچایا اور قریش سے کہا: تمہارا برا ہو! کیا تم کو نہیں معلوم کہ یہ قبیلہ غفار کے ہیں جو تمہاری شام کی تجارت کے راستہ میں پڑتا ہے، حضرت ابوذرؓ نے پھر دوسرے دن وہی کیا اور لوگوں نے ان پٹائی کی اور حضرت عباس نے انھیں بچایا، اس کے بعد وہ اپنے وطن چلے گئے۔ جب نبی ﷺ مدینہ تشریف لائے تو اس کے بعد انھوں نے ہجرت کی ۳ اور مسجد نبوی اور صفہ کے ہو رہے، اس لیے ان کا شمار اصحاب صفہ میں ہوا، ان سے مروی ہے: ”میں اصحاب صفہ میں سے تھا، ہم شام کے وقت رسول اللہ ﷺ کے دروازہ پر حاضر ہوتے، تو آپؐ دیگر اصحاب کو حکم دیتے تھے کہ ہم میں سے ایک ایک آدمی کو (کھانے کے لیے) اپنے ساتھ لیتا جائے۔“ ۳۸

(۳) حضرت بلال بن رباحؓ: اسلام کے لیے آزمائش کے دوران انھوں نے سب سے زیادہ ثابت قدمی دکھائی، ان کا آقا امیہ بن خلف ان کو چلچلاتی دھوپ میں پیٹھ کے بل بطحائے مکہ میں ڈال دیتا تھا، پھر بڑا سا پتھر ان کے سینہ پر رکھنے کا حکم دیتا اور ان سے کہتا: ایسے ہی پڑے رہو گے، یہاں تک کہ مرجاؤ گے یا محمد کا انکار کرو اور لات وعزئی کی پوجا کرو۔ اسی حالت میں بلالؓ اَحْضُ اَحْضُ کہتے رہتے۔ ایک دن اسی حالت میں ابو بکر صدیقؓ وہاں سے گزرے، تو امیہ سے کہا: اس مسکین کے بارے میں کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے؟ امیہ نے کہا: تم نے اس کو بگاڑا ہے، اب جیسے چاہو اس کو خلاصی دلاؤ، ابو بکر نے کہا: میرے پاس اس سے زیادہ مضبوط ایک سیاہ فام غلام ہے، وہ تمہارے دین کا سختی سے پیروکار ہے، اس کے بدلے میں وہ تم کو دیتا ہوں، امیہ نے اسے منظور کر لیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے اس سے حضرت بلالؓ کو لے کر آزاد کر دیا۔ بلالؓ کو سزا دینے کی ایک شکل یہ بھی تھی کہ مشرکین ان کو بچوں کے سپرد کرتے تھے، جو ان کو مکہ کی وادیوں میں گھماتے پھرتے تھے، اور وہ اَحْضُ اَحْضُ کا ورد کرتے رہتے۔ ۳۹

(۴) حضرت عمار بن یاسرؓ: اپنے برادران، افرادِ خاندان اور والدین کی طرح بہت زیادہ ایذاؤں، تکالیف اور ظلموں سے دوچار ہوئے، ابنِ اسحق نے لکھا ہے: ”بنو مخزوم عمارؓ، ان کے والد یاسرؓ اور ماں سمیہؓ کو چلچلاتی دھوپ میں مکہ کی گرم ریت سے سزا دینے کے لیے نکلتے تھے، رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے گذرتے تو فرماتے: ”آلِ یاسر! صبر کا دامن تھامے رکھو، تمہارے لیے جنت کا وعدہ ہے۔“ مشرکین ان کو مارتے، گرمی کے موسم میں سخت گرم زمین پر ان کو گھسیٹتے پھرتے، اور بھوکا پیاسا رکھتے، دیگر قریشی سرکشوں کے ساتھ فاسق ابو جہل لوگوں کو ان کے خلاف اکساتا تھا، عمار کی ماں سمیہؓ اسلام پر ثابت قدم رہیں تو ابو جہل نے ان کو نیزہ سے مار ڈالا، وہ اسلام میں سب سے پہلے شہادت کا شرف پانے والی تھیں، عمار کو مشرکین برابر ناقابلِ برداشت تکلیفیں پہنچاتے رہے۔ یہاں تک کہ انھوں نے زبانی طور پر ان کی بات مان لی، چنانچہ عید بن محمد بن عمار کی روایت ہے: ”مشرکین برابر عمار کو تکلیفیں دیتے رہے، مجبوراً انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو برا بھلا کہا اور مشرکین کے معبودوں کا ذکر خیر کیا، اس کے بعد جب آپؐ کی خدمت میں آئے تو آپ نے پوچھا: کیا حال ہے؟ انھوں نے کہا: اے رسول اللہ! بری خبر ہے، ان لوگوں نے اس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک کہ میں نے آپ کی برائی اور ان کے معبودوں کا ذکر خیر نہ کیا، رسول اللہ ﷺ نے کہا: تمہارے دل کا کیا حال ہے؟ انھوں نے کہا: میں اپنے دل کو ایمان پر مطمئن پاتا ہوں، آپ نے فرمایا: اگر وہ پھر تنگ کریں تو تم بھی (جان بچانے کے لیے) وہی کرنا۔ ۱۰۶۔ اسی سیاق میں یہ آیت اتری:

مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ
أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ ،
وَلَكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صُدْرًا
فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِنَ اللَّهِ وَلَهُمْ
عَذَابٌ أَلِيمٌ (النحل ۱۰۶)

مرد وہ ہے جس نے ایمان کے بعد اللہ کا انکار کیا، سوائے اس شخص کے جس کو مجبور کیا گیا مگر اس کا دل ایمان پر مطمئن رہا، لیکن جس شخص کو کفر پر شرح صدر ہو گیا، ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب ہے اور ان پر بڑا عذاب ہے۔

(۵) جناب بن الاُرت کو مشرکین کے بے رحمانہ ظلم اور مختلف قسم کی تکلیفوں سے سابقہ پڑا، انھوں نے انھیں زد و کوب کیا، زمین پر منہ کے بل گھیٹا، ان کے اعضائے جسم کو داغا، اور طرح طرح سے تنگ کیا، مگر حضرت جناب صابر اور ثابت قدم رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی اور دوسرے کم زور مسلمانوں کی پریشانی دور کی، شععیؓ سے روایت ہے کہ: ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے حضرت جنابؓ سے مشرکین کے مظالم کے بارے میں دریافت کیا تو جناب نے کہا: اے امیر المؤمنین میری پیٹھ ملاحظہ کریں، حضرت عمرؓ نے پیٹھ دیکھی تو کہا: ایسی پیٹھ میں نے کسی کی نہیں دیکھی، جنابؓ نے کہا: بارہا ایسا ہوا کہ انھوں نے مجھے سزا دینے کے لیے آگ جلائی تو اس کو میرے جسم کی چربی نے بجھایا، حضرت قیسؓ حضرت جنابؓ سے روایت کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک موقع پر کعبہ کے سایہ میں ایک چادر اوڑھے ہوئے لیٹے تھے، ہم نے عرض کیا: اللہ سے ہمارے لیے دعا فرمائیے؟ اللہ سے ہمارے لیے مدد مانگیے؟ یہ سن کر آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ آپ اٹھ بیٹھے اور فرمایا: اللہ کی قسم! بے شک تم سے پہلے ایک آدمی کو پکڑ کر دو ٹکڑے کر دیے جاتے تھے، مگر یہ وحشی سلوک بھی اس کو اس کے دین سے نہیں ہٹاتا تھا، یا اس کے گوشت اور پٹھوں میں لوہے کی کنگھیاں چلائی جاتی تھیں، مگر یہ غیر انسانی عمل بھی اس کو اس کے دین سے نہیں دُور کرتا تھا، اللہ یقیناً اس دین کو پورا کرے گا، یہاں تک کہ ایک سوار صنعاء سے حضرت موت تک جائے گا، مگر اسے راستے میں اپنی بکریوں کے لیے بھیڑیے کے علاوہ کسی کا خوف نہ ہوگا، لیکن تم ہو کہ جلد بازی کرتے ہو۔ شععیؓ ہی سے ایک دوسری روایت ہے کہ: ”جب مشرکین تکلیفیں دیتے تھے تو اس زمانہ میں کوئی نہ تھا جس نے ان کے مطالبات نہ مانے ہوں، سوائے حضرت جنابؓ کے۔ مشرکین ان کو گرم زمین پر لٹاتے، مگر ان کے منہ سے تکلیف کی کوئی آواز نہ نکلتی، حضرت جنابؓ نے خود بھی کہا ہے کہ: ”مجھے نہیں معلوم کہ کوئی شخص ایسی آزمائش سے گذرا ہو جیسی آزمائش سے میں دو چار ہوا۔“

جہاد اور شہادت

مشرکین سے ہونے والے معرکوں میں دیگر صحابہ کی طرح اصحابِ صفہ کا حصہ بھی نمایاں تھا۔ ان میں سرِ فہرست جنگِ بدر تھی جس میں سرکردہ اصحابِ صفہ مہاجرین نے شرکت کی، ان میں سے بیش تر اس جنگ اور بعد کے دیگر اسلامی معرکوں میں شہید ہوئے۔ مثال کے طور پر چند شرکاء کے نام یہ ہیں: حضرت بلال بن رباحؓ جنھوں نے معرکہ بدر میں اللہ کے دشمن امیہ بن خلف کو قتل کیا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ جنھوں نے عفراء کے دونوں بیٹوں کے ابو جہل پر حملہ کے بعد اس کا کام تمام کیا، اور اس کے بعد کی تمام جنگوں میں بھی شریک رہے، ۳۲ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اسلام میں پہلا تیر پھینکنے والے، حضرت عمار بن یاسرؓ، حضرت زید بن خطابؓ، حضرت سالم بن عمیرؓ، حضرت خرم بن فاتک بن اٹوس طائیؓ، حضرت حارثہ بن نعمانؓ، حضرت نحیس بن حذافہؓ، حضرت خبیب بن یسافؓ، حضرت خباب بن ارتؓ، حضرت صفوان بن بیضاءؓ، حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ وغیرہ جنھوں نے غزوہ بدر اور بعد کے معرکوں میں شرکت کی۔

شہادت اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے تمام لوگوں کی اعلیٰ ترین آرزو ہوتی تھی۔ اصحابِ صفہ میں بھی چند ایسے خوش نصیب تھے جن کو جہاد کے ساتھ شہادت کی نعمت بھی حاصل ہوئی، مثال کے طور پر حضرت زید بن خطابؓ معرکہ احد میں اور حضرت سالم مولیٰ ابو حذیفہؓ جنگِ یمامہ میں شہید ہوئے۔ حضرت سالمؓ اپنے سیدھے ہاتھ میں مہاجرین کا جھنڈا لیے ہوئے تھے، یہ کنا تو اسے بائیں ہاتھ میں سنبھال لیا، وہ کنا تو جھنڈے کو اپنے سینے سے چمٹا لیا اور یہ آیت پڑھتے ہوئے جانِ جان آفرین کے سپرد کر دی:

محمد تو ایک رسول ہیں، ان سے پہلے
بہت سے رسول گذر چکے، کیا اگر وہ
وفات پا گئے یا قتل ہو گئے تو تم ان کے
پاؤں پھر جاؤ گے۔

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ
قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ
عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ (آل عمران ۱۴۴)

روایت اور تعلیم

اصحابِ صفہ کو رسول اللہ ﷺ سے علم حاصل کرنے کی بڑی فکر تھی۔ یہی فکر اور تمنا ان کی مدینہ ہجرت اور صفہ میں قیام کا اہم ترین سبب تھی۔ وہاں ایمان کا چشمہ ابلتا تھا۔ اور وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لگے رہتے تھے، اس لیے ان کو حفظ و روایت کی وسیع دولت حاصل ہوئی، جس سے سنت کی حفاظت و اشاعت اور تعلیم کا بڑا کام انجام پایا۔ چند نمایاں ترین اصحابِ صفہ راویوں کے نام یہ ہیں:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جو علم و روایت کی تحقیق و تلاش کے بڑے ماہر تھے۔ ذہبیؒ نے کہا ہے: وہ نبیؐ کی بات کہنے والوں اور روایت میں سختی کرنے والوں میں سے تھے، حضرت عمر بن خطابؓ نے ایک بار ان کو کھڑے ہوتے ہوئے دیکھا تو کہا: وہ علم سے بھرے ہوئے ہیں، ۴۳۔ ان کی تلاش و تحقیق اور سختی کے باوجود ان سے بہت سی روایات مروی ہیں، جو بہت سے احکام اور اسلام کے اعلیٰ اصولوں پر مشتمل ہیں۔

حضرت ابو ذر غفاریؓ نے نبی ﷺ سے بہت سی روایتیں بیان کیں، پھر ان سے بہت سے صحابہ و تابعین نے یہ روایتیں نقل کیں، وہ علم کے سردار اور حضرت ابن مسعودؓ کے ہم پلہ عالم تھے۔ ۴۴۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے بھی رسول اللہ ﷺ سے بہت سی روایتیں بیان کی ہیں اور ان سے دیگر صحابہ و تابعین نے روایتیں لی ہیں، جیسے حضرت عائشہؓ، ابن عباسؓ، ابن عمرؓ، جابر بن سمرہؓ، سعید بن مسیبؓ، ابو عثمان نہدیؓ، قیس بن ابی حازمؓ وغیرہ۔ ۴۵۔

حضرت ابو سعید خدریؓ نے نبی ﷺ، حضرت ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، زید بن ثابتؓ سے روایتِ حدیث کی اور خود ان سے صحابہ میں ابن عباسؓ، ابن عمرؓ، جابر بن عبد اللہؓ، محمود بن لبیدؓ، ابوامامہؓ، ابوالطفیل رضی اللہ عنہم، اور تابعین میں ابن مسیبؓ، ابو عثمان نہدیؓ، طارق بن شہابؓ رحمہم اللہ نے روایات لیں۔ وہ کثیر الروایت تھے، ان کی مرویات

حدیث کی تعداد ایک ہزار سے زائد ہے، چنانچہ خطیبؒ نے کہا ہے: وہ فاضل ترین صحابہ میں سے تھے اور بہت سی حدیثیں انھوں نے حفظ کی تھیں۔ ۴۶

حضرت سلمان فارسیؓ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی اور ان سے صحابہ کرام میں حضرت انس بن مالک، کعب بن عجرۃ، ابن عباس، ابوسعید وغیرہ نے اور تابعین میں ابو عثمان نہدی، طارق بن شہاب، سعید مسیب نے روایت کی۔ وہ علمائے صحابہ میں سے تھے۔ ان کے بارے میں حضرت علی بن طالبؓ سے سوال ہوا تو کہا: ”وہ ہم اہل بیت میں سے نہ ختم ہونے والا سمندر ہیں۔“ ۴۷

حضرت ابو ہریرۃ عبدالرحمن بن صخر دوسیؓ نے رسول اللہ ﷺ اور بیش تر صحابہ سے روایت کی اور منقول ہے کہ ان سے تقریباً آٹھ سو صحابہ و تابعین نے روایت کی ہے، صحابہ میں وہ سب سے زیادہ حدیث کے حافظ اور اس کی روایت کرنے والے ہیں۔ ربیع نے امام شافعیؒ سے نقل کیا ہے: ”حضرت ابو ہریرہؓ سب سے زیادہ حافظ ہیں اور ان کی روایات کی تعداد تقریباً پانچ ہزار ہے۔“ ۴۸

اصحابِ صفہ نے حضور ﷺ سے روایت کرنے اور احادیث حفظ کرنے کے علاوہ دوسرے لوگوں تک اس علم کو پہنچانے کی بھی کوشش کی۔ دیگر صحابہ کی طرح اصحابِ صفہ میں سے ہر ایک نے، اس جگہ جہاں اس نے سکونت اختیار کی یا اس کو بھیجا گیا، ایک مدرسہ یا مکتب فکر کی حیثیت اختیار کر لی، بعض لوگ علم و فضل کے لحاظ سے اس لائق تھے کہ تعلیم کی خدمت ہی ان کے سپرد ہوئی، جیسے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، جن کو حضرت عمر ابن خطابؓ نے اہل کوفہ کا معلم اور اس کے امیر کا وزیر بنا کر بھیجا، چنانچہ سفیان ثوریؒ نے ابوالخلیفہؓ سے، اور انھوں نے حارث بن مضربؓ سے روایت کی ہے کہ: ہمارے سامنے حضرت عمرؓ کا خط پڑھا گیا، اس میں لکھا تھا کہ: ”میں نے تمہارے پاس عمار بن یاسرؓ کو امیر اور عبداللہ بن مسعودؓ کو معلم اور وزیر بنا کر بھیجا ہے، وہ دونوں اہل بدر صحابہ میں شریف ترین ہیں، تم ان کی بات سنو اور ان کی اطاعت کرو“، انھوں نے مزید لکھا تھا کہ ”میں نے عبداللہ بن مسعودؓ کو بھیج کر تم کو اپنے اوپر ترجیح دی ہے۔“ ۴۹

حضرت عمرؓ نے حضرت ابو ہریرہؓ کو بحرین کا والی اور وہاں کے باشندوں کی دینی ضروریات کا معلم بنا کر بھیجا تھا۔

حضرت سلمان فارسیؓ کے بارے میں حضرت علی بن ابی طالبؓ نے فرمایا: ”علم میں ان کی گہرائی معلوم نہیں کی جاسکتی“ دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں: ”وہ نہ ختم ہونے والا سمندر ہیں“ وہ علم و تعلیم کی طرف توجہ کے لیے معروف تھے، ایک مرتبہ ان کے پاس سے بنو عیس کا ایک آدمی گذرا جس نے دجلہ سے ایک گھونٹ پانی پیاتھا، سلمانؓ نے اس سے کہا: واپس جا کر اور پانی پیو، اس نے کہا: میں تو سیراب ہو گیا، سلمان نے کہا: کیا تمہارے اس گھونٹ نے سمندر میں کچھ کمی کی؟ اس نے کہا: میرے پینے سے اس میں کچھ کمی ہونے والی نہیں، سلمانؓ نے فرمایا: علم کی یہی حالت ہے کہ وہ کم نہیں ہوتا، اس لیے جو علم تم کو فائدہ پہنچائے اس کو حاصل کرو۔ ایک روایت میں ہے کہ انھوں نے حضرت حذیفہ بن یمانؓ سے کہا: ”اے بنو عیس کے بھائی! علم بہت ہے، عمر کم ہے، اس لیے علم میں سے دینی امور کی ضرورت کی چیزیں حاصل کرو۔“ ۵۰

ان کے علاوہ دیگر اصحاب صفہ نے بھی اور صحابہ کے ساتھ اسلام کی نشرو اشاعت کے لیے ترویج و علم اور تعلیم کی خدمات انجام دی ہیں۔

قیادت

کئی اصحاب صفہ نے فتح یاب اسلامی لشکروں اور فوجی مہموں کی قیادت کی ہے جس کی وجہ سے دشمنوں پر مسلمانوں کی قوت ظاہر ہوئی اور رعب قائم ہوا۔ ان کے نام ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

حضرت سعد بن وقاصؓ: جنگ قادسیہ میں مسلمانوں کے لشکر کے قائد تھے جس میں کسریٰ اور اس کے لشکر کو شکست فاش ہوئی اور عراق کا بڑا علاقہ فتح ہوا۔ ۵۱

حضرت سلمان فارسیؓ نے بھی ایک مسلم لشکر کی قیادت کرتے ہوئے ایک ایرانی قلعہ کا گھیراؤ کیا اور اسے فتح کر لیا۔ ۵۲

حضرت عکاشہ بن محسن اسدیؓ نے عمر کی طرف بھیجی گئی جنگلی مہم کی قیادت کی

جو بنو اسد کے پانی کی جگہ ہے، اس حملہ میں وہ دشمنوں کے دوسواونٹ ہانک کر مدینہ لے گئے اور انھیں کسی مزاحمت کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ ۵۳

ان کے علاوہ بھی اصحابِ صفہ نے اللہ کے دین کی مدد اور اس کے کلمہ کو بلند کرنے کے لیے اسلامی لشکر کی قیادت یا ان میں سرگرم شرکت کی ہے۔

ولایت اور حکم رانی

نوجی قائدین کے علاوہ اصحابِ صفہ میں بعض اسلامی شہروں کے والی و حکام بھی ہوئے ہیں۔ ان میں ممتاز ترین یہ ہیں:

حضرت سعد بن وقاصؓ کو حضرت عمر بن خطابؓ نے کوفہ کا والی مقرر کیا تھا، انھوں نے ہی یہ شہر آباد کیا۔ ان کے بعد اس کے والی حضرت عثمان بن عفانؓ ہوئے۔ ۵۴

حضرت سعدؓ نے اپنے اور دیگر غریب مسلمانوں پر اللہ کے احسان کا ذکر کرتے ہوئے کہا: مجھے وہ دن یاد ہے جب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہم سات افراد تھے جن کے پاس کھانے کے لیے صرف درخت کے پتے تھے، جن سے ہمارے جڑے چھل گئے تھے، ہاں! میں نے ایک چادر لقطہ کے طور پر اٹھا کر اس کو اپنے اور سعد بن مالکؓ کے درمیان پھاڑ کر بانٹ لیا تھا، قابل ذکر بات یہ ہے کہ ان ساتوں آدمیوں میں کوئی بھی ایسا نہیں جو کسی نہ کسی شہر کا والی نہ ہوا ہو۔ ۵۵

حضرت عمار بن یاسرؓ کو بھی حضرت عمر بن خطابؓ نے کوفہ کا امیر بنایا تھا اور ان کے ساتھ اہل کوفہ کی تعلیم کے لیے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کو بھیجا تھا۔ دونوں کی تعریف کرتے ہوئے انھوں نے کہا تھا: ”یہ دونوں حضرت محمد ﷺ کے معزز صحابہ میں سے ہیں۔“ ۵۶

حضرت عقبہ بن عامرؓ والی مصر اور اس کی فتح میں بھی شریک تھے۔ بڑے عالم، شاعر اور ماہر تیر اندازوں میں تھے۔ ۵۷

حضرت سلمان فارسیؓ مدائن کے امیر تھے۔

حضرت ابو ہریرہؓ حضرت عمر بن خطابؓ کے عہد میں بحرین کے امیر بنے۔ ان کے علاوہ بھی اصحاب صفہ میں والی اور امیر ہوئے جنہوں نے اپنی مفوضہ ذمہ داریوں کو بہترین انداز میں انجام دیا۔

افتاء

قیادت و حکم رانی کے علاوہ بعض اصحاب صفہ کو افتاء میں بڑا مقام حاصل ہوا اور ان کی طرف لوگوں کا رجوع عام ہوا جیسے:

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ: خلفاء راشدین کے زمانہ میں لوگ ان سے مسائل پوچھتے اور وہ فتویٰ دیتے تھے، اس لیے ان کو مفتی صحابہ کے طبقہ اؤل میں کثرت سے فتویٰ دینے والوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ ۵۸ ذہبیؒ نے لکھا ہے: اکابر صحابہ میں وہ علم کا خزانہ اور ہدایت کے امام تھے، ان کے بعد حضرت ابو ذر غفاریؓ کا مرتبہ ہے جو خود علم کے سردار تھے اور علم میں حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے ہم پلہ تھے، لیکن کہا گیا ہے کہ وہ فتویٰ دینے میں سخت محتاط تھے۔ ۵۹

حضرت ابو ہریرہؓ: علم و فضل اور فقہ میں مہارت کی وجہ سے وہ بھی ان لوگوں میں ہیں جن کو افتاء کا مقام حاصل ہوا۔ ابن سعد زیاد بن مینا کی روایت میں ہے کہ: حضرت عثمانؓ کی وفات کے بعد سے اپنی اپنی وفات تک مدینہ میں ابن عباس، ابن عمر، ابوسعید، ابو ہریرہؓ اور جابر اپنے جیسے لوگوں کے ساتھ فتویٰ دیتے تھے، اور انہی پانچوں کو یہ خدمت تفویض ہوئی تھی۔ ۶۰

حضرت ابوسعید خدریؓ: مذکورہ بالا پانچ مفتی صحابہ میں ان کا بھی شمار ہے، ذہبیؒ نے کہا ہے: علمائے صحابہ میں سے تھے، بیعت رضوان میں شریک تھے، حدیث کی بہ کثرت روایت کی اور ایک مدت تک فتویٰ دیا۔ ۶۱

حضرت سلمان فارسیؓ بھی علم و فضل اور فتویٰ کے لیے مشہور تھے۔ ان کے علاوہ بھی اصحاب صفہ میں مزید اشخاص ہیں جن سے فتوے مروی ہیں۔

نبی ﷺ کی خدمت

نبی ﷺ کی بہت سے صحابہ نے خدمت کی ہے، جن میں خاصی تعداد اصحابِ صفہ کی ہے۔ یہ حضرات آپ کی خدمت و اطاعت محض اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے کرتے تھے، اسی وجہ سے وہ آپ کی خدمت اور آپ کے احکام کی تعمیل میں مسابقت اور ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش میں رہتے۔ ان میں بعض خدمت گاروں کے نام یہ ہیں:

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے رسول اللہ ﷺ کے تکیہ، لباس، مسواک اور نعلین کی ذمہ داری لے رکھی تھی۔ وہ ان کو بوقت ضرورت حاضر کرتے تھے، ۶۲۔
حضرت سلمان فارسیؓ نے آپ کی مصاحبت اور خدمت اختیار کر رکھی تھی۔
حضرت ابو ذر غفاریؓ بھی آپ کے ہم نشین و مصاحب رہے اور خدمت کی عزت حاصل کی۔ ۶۳۔

حضرت ابو ہریرہؓ کو طویل صحبت و خدمت کا موقع ملا۔ وہ آپ کے وضو کے لیے پانی لاتے، آپ گسی سے ملنا چاہتے تو اس کو بلاتے، پیغام دنیا چاہتے تو اس کو پیغام پہنچا دیتے، یا اصحابِ صفہ وغیرہ میں سے کوئی آپ تک کوئی چیز بھیجتا تو لے جاتے، چنانچہ صحیح بخاری میں ہے: حضرت ابو ہریرہؓ آپ کے وضو کے برتن اور دیگر ضرورت کی چیزیں اٹھاتے... ۶۴۔ رسول اللہ ﷺ آپ ہی کے ذریعہ اصحابِ صفہ کو کھانے پینے وغیرہ کے لیے بلاتے تھے، کبھی آپ ان کے ساتھ بازار جاتے، حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں: ”ایک دن رسول اللہ ﷺ گھر سے نکلے تو مجھے مسجد میں پایا، آپ نے میرا ہاتھ پکڑا، میرا سہارا لیا، اور مجھے لے کر بنی قینقاع کے بازار پہنچے، راستے میں مجھ سے کوئی بات نہ کی، بازار میں گھومے، دیکھا بھالا، پھر واپس ہوئے تو میں بھی آپ کے ساتھ لوٹا... ۶۵۔

نبی ﷺ کی پہرہ داری

بوقت ضرورت اصحابِ صفہ نے رسول اللہ ﷺ کی پہرہ داری کی خدمت بھی

انجام دی ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے بارے میں صحیح مسلم میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ: ایک رات رسول اللہ ﷺ کی نیند اچاٹ ہوگئی تو فرمایا: ”کاش میرے صحابہ میں سے کوئی نیک آدمی آج رات میری پہرہ داری کا کام کرتا“، حضرت عائشہؓ کہتی ہیں: ہم نے ہتھیار کی آواز سنی تو آپؐ نے فرمایا: کون؟ آواز آئی: ”سعد بن ابی وقاص! آپ کی پہرہ داری کے لیے آیا ہوں“، حضرت عائشہؓ کہتی ہیں: پھر رسول اللہ ﷺ سو گئے، یہاں تک کہ میں نے آپ کے خزانے کی آواز سنی۔ ۶۶

حضرت بلال بن رباحؓ نے بھی حضرت سعد بن ابی وقاصؓ وغیرہ کے ساتھ وادی القریٰ میں آپ کی پہرہ داری میں حصہ لیا ہے۔ ۶۷

دیگر کام

اسلامی دعوت کو ابتدا میں دشمنوں کے زرنغے سے بچانا اور اس کی حفاظت کے لیے ایذا کے سرچشموں کو بند کرنا ضروری تھا۔ یہ کام بھی بعض اصحابِ صفہ نے اپنی جان پر کھیل کر انجام دیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری طرف سے خالد بن نیح کے لیے کون کافی ہوگا جو بنو ہذیل سے ہے اور اس وقت عرفہ کی طرف روانہ ہوا ہے؟ حضرت عبد اللہ بن انیسؓ نے کہا: ”میں، اے اللہ کے رسول، مجھے اس کی شکل و صورت بتائیں“۔ حضور نے کہا: ”تم جب اس کو دیکھو گے تو ہیبت زدہ ہو جاؤ گے“۔ عبد اللہ نے کہا: ”اے اللہ کے رسول! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں کبھی کسی چیز سے ہیبت زدہ نہیں ہوا“، پھر عبد اللہ نکلے، یہاں تک کہ غروب آفتاب سے قبل عرفہ کے پہاڑوں کے پاس پہنچے، عبد اللہ کہتے ہیں: میں ایک آدمی سے ملا، جس کو دیکھ کر مرعوب ہوا، جب میں اس کے قریب پہنچا تو میں نے پہچان لیا کہ یہی وہ شخص ہے جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا، اس آدمی نے مجھ سے پوچھا: کون ہو؟ میں نے کہا: ضرورت مند، کیارات گزارنے کی

جگہ ہے؟ اس نے کہا: ہاں! آؤ، میں اس کے پیچھے چلا، عصر کی دو بلکی رکعتیں پڑھیں اور میں ڈرا کہ کہیں وہ شخص دیکھ نہ لے، پھر میں اس کے پیچھے پہنچ گیا اور اس کو تلوار سے مارا، پھر نکلا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر اس کی اطلاع دی۔ ۶۸۔

ان متنوع قسم کے بڑے اعمال کی انجام دہی کے ذریعے اصحابِ صفہ نے باقی صحابہ کے ساتھ اسلام کے ستون مستحکم کرنے، اس کے اصول و تعلیمات کی اشاعت کرنے اور دشمنوں کے مکرو فریب کو شکست دینے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، اس سے واضح ہوتا ہے کہ اصحابِ صفہ صرف عبادت کے لیے فارغ اور اوراد و وظائف میں مشغول لوگ نہ تھے، جنھیں حق و باطل کے درمیان برپا کشمکش، خیر و شر کے معرکہ اور اسلام اور کفر کے مابین جنگ کی کوئی فکر نہ تھی، بلکہ یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے شرک کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے اور اس کی جگہ اسلام کی دعوت برپا کرنے کے لیے تن من سے پورا پورا حصہ لیا، اور دیگر صحابہ کرام کی طرح اس میں شریک رہے۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ

حواشی و مراجع

- ۱۔ یاقوت حموی، معجم البلدان، دار احیاء التراث العربی، ۱۱۳/۱۳، ابن الاثیر، النہایۃ فی غریب الحدیث، تحقیق طاہر الزاوی، محمود طحاجی، المكتبة العلمیہ، بیروت، ۳۷/۳۔
- ۲۔ معجم البلدان، ۱۱۳/۱۳۔
- ۳۔ ابن حجر، فتح الباری شرح صحیح البخاری، دار احیاء التراث العربی، ۲۸۷/۱۱۔
- ۴۔ ابو نعیم اصفہانی، حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۳۳۶/۱۔
- ۵۔ ابن سعد، الطبقات الکبری، دار بیروت للطباعة والنشر، بیروت، ۲۵۵/۱۔
- ۶۔ حلیۃ الاولیاء، ۳۲۸/۱۔
- ۷۔ حلیۃ الاولیاء، ۳۳۰/۱۔
- ۸۔ فتح الباری، ۲۸۷/۱۱۔
- ۹۔
- ۱۰۔ حلیۃ الاولیاء، ۳۳۹/۱۔
- ۱۱۔ الطبقات الکبری، ۲۵۵/۱۔

- ۱۲ حلیۃ الأولیاء، ۳۳۱/۱، ذہبی، سیر أعلام النبلاء، تحقیق شعیب ارنؤوط، مؤسسۃ الرسالۃ، عمان، ۳/۳۸۵
- ۱۳ ابن تیمیہ، مجموع الفتاوی، الرسالۃ العامۃ لشؤون الحرمین، ۱/۴۱
- ۱۴ فتح الباری، ۱/۲۸۷
- ۱۵ سخاوی، أسماء أهل الصفة، مخطوط نمبر ۶۶۶۵، مکتبۃ وطنیہ، تونس، ص ۲۰۸
- ۱۶ قرطبی، الجامع لأحكام القرآن، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۶/۳۳۱-۳۳۲
- ۱۷ مسلم، الجامع الصحیح مع شرح النووی، دارالفکر و مؤسسۃ مناهل العرفان، بیروت، ۱۵/۱۸۷-۱۸۸
- ۱۸ حلیۃ الأولیاء، ۱/۳۳۵
- ۱۹ ابن ماجہ، السنن، تحقیق محمد فؤاد عبد الباقی، ۲/۱۳۸۲-۱۳۸۳، محقق کا کہنا ہے کہ اس روایت کے راوی ثقہ ہیں۔ حلیۃ الأولیاء، ۱/۳۳۳، ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، دارالقلم، بیروت، ۱/۵۸۰-۵۸۱
- ۲۰ تفسیر ابن کثیر، ۳/۴۶۱
- ۲۱ حلیۃ الأولیاء، ۱/۳۳۳، تفسیر ابن کثیر، ۲/۴۱۶، یعنی نے اس کے راویوں کو صحیح کا راوی بتایا ہے۔ مجمع الزوائد، دارالکتب العربی، بیروت، ۷/۲۱
- ۲۲ حلیۃ الأولیاء، ۱/۳۵۳، ابن منظور، لسان العرب، دارالمعارف، ۲/۲۶۹۰
- ۲۳ حلیۃ الأولیاء، ۱/۳۳۲ ۲۵ حلیۃ الأولیاء، ۱/۳۳۱
- ۲۶ دارمی، السنن، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۲/۲۸۱
- ۲۷ حلیۃ الأولیاء، ۱/۳۳۰ ۲۸ حلیۃ الأولیاء، ۱/۳۳۳-۳۳۲
- ۲۹ بخاری، الجامع الصحیح، دارالفکر، ۱۱/۴۳۱، اور سنن الترمذی، ابواب صفۃ القیامۃ، باب ۳۶
- ۳۰ حلیۃ الأولیاء، ۱/۳۳۸ ۳۱ حلیۃ الأولیاء، ۱/۳۳۱
- ۳۲ الطبقات الکبری، ۱/۲۵۵ ۳۳ حلیۃ الأولیاء، ۱/۳۳۰
- ۳۳ حلیۃ الأولیاء، ۱/۳۷۵

ابن کثیر، البدلیۃ والنہایۃ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۶۹/۷	۳۵
ابن حجر عسقلانی، الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، دارالعلوم الحدیثہ، ۳۶۹/۲	۳۶
الاصابۃ، ۶۳-۶۲/۳	۳۷
حلیۃ الأولیاء، ۳۵۲/۱، الطبقات الکبریٰ، ۲۵۶/۱	۳۸
حلیۃ الأولیاء، ۱۳۷-۱۳۸، البدلیۃ والنہایۃ، ۳/۵۵-۵۶	۳۹
حلیۃ الأولیاء، ۱۳۹-۱۳۱، البدلیۃ والنہایۃ، ۳/۵۶	۴۰
حلیۃ الأولیاء، ۱۳۳-۱۳۴، البدلیۃ والنہایۃ، ۳/۵۷-۵۸	۴۱
البدلیۃ والنہایۃ، ۳/۱۶۹-۱۷۰	۴۲
ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۳/۱۳، الاصابۃ، ۲/۳۶۸-۳۷۰	۴۳
تذکرۃ الحفاظ، ۱/۱۷-۱۸، الاصابۃ، ۲/۶۲-۶۳	۴۴
الاصابۃ، ۲/۳۳، سیوطی، تحقیق عرفان عبدالقادر حسونہ، دارالفکر للطباعة والنشر، ص ۲	۴۵
الاصابۃ، ۲/۳۵-۳۶	۴۶
ابن عبد البر، الاستیعاب فی أسماء الصحاب، بحاشیۃ الاصابۃ، دارالعلوم الحدیثہ، ۲/۵۶-۶۱ الاصابۃ، ۲/۶۲	۴۷
سیر أعلام النبلاء، ۲/۶۳۲، الاصابۃ، ۳/۲۰۲-۲۰۵	۴۸
تذکرۃ الحفاظ، ۱/۱۳-۱۴، ۵۰ حلیۃ الأولیاء، ۱/۱۸۵-۱۸۷	۴۹
الاصابۃ، ۲/۳۳، ۵۲ حلیۃ الأولیاء، ۱/۱۸۹	۵۱
الطبقات الکبریٰ، ۲/۸۳، ابن سید الناس، عیون الأثر فی فنون المغازی، ۲/۱۳۹	۵۳
الاصابۃ، ۲/۳۳-۳۴، ۵۵ حلیۃ الأولیاء، ۱/۹۳	۵۴
البدلیۃ والنہایۃ، ۷/۳۲۳، الاصابۃ، ۲/۵۱۲	۵۶
سیر أعلام النبلاء، ۲/۴۶۷، ۵۸ تدریب الراوی، ص ۳۸۰	۵۷
تذکرۃ الحفاظ، ۱/۱۶-۱۹، ۶۰ الطبقات الکبریٰ، ۲/۳۷۲	۵۹
تذکرۃ الحفاظ، ۱/۴۳، ۶۲ حلیۃ الأولیاء، ۱/۱۲۶، البدلیۃ والنہایۃ، ۷/۱۶۹	۶۱

۶۳	حلیۃ الأولیاء، ۱/۱۵۷-۱۶۳	۶۴	صحیح البخاری، ۲/۲۴۰، مسند احمد بن حنبل ۱۷/۱۷
۶۵	الحاکم ابو عبد اللہ نسیا پوری، المستدرک، دار الکتاب العربی، بیروت، ۳/۱۶۶		
۶۶	مسلم مع شرح النووی، ۱۵/۱۸۲-۱۸۳		
۶۷	عیون الأثر، ۲/۴۱۳	۶۸	حلیۃ الأولیاء، ۲/۵

اعلانِ ملکیت سے ماہی تحقیقاتِ اسلامی، فارم: ۴، رول: ۹

۱۔ مقام اشاعت: پان والی کوشی دودھ پور، علی گڑھ	۵۔ مولانا محمد فاروق خاں (رکن)
۲۔ نوعیت اشاعت: سے ماہی	۱۳۵۳- بازار چٹلی قبر، دہلی-۶
۳۔ پرنٹر پبلشر: سید جلال الدین عمری	۶۔ مولانا مطیع اللہ کوثر یزدانی (رکن)
۴۔ قومیت: ہندوستانی	دعوتِ نگر، ابو الفضل انکلیو، نئی دہلی، ۲۵
۵۔ ایڈیٹر: سید جلال الدین عمری،	۷۔ جناب ٹی، کے، عبد اللہ (رکن)
۶۔ ملکیت: ادارہ تحقیق و تصنیفِ اسلامی،	مالا تھن کنڈی ہاؤس، بیلیری، کالی کٹ
پان والی کوشی دودھ پور، علی گڑھ	۸۔ ڈاکٹر احمد سجاد (رکن)
بنیادی ارکان کے اسمائے گرامی	طارق منزل، بریا تو ہاؤسنگ کالونی، رانچی
۱۔ مولانا سید جلال الدین عمری (صدر)	۹۔ جناب محمد جعفر (رکن)
دعوتِ نگر، ابو الفضل انکلیو، نئی دہلی-۲۵	ابو الفضل انکلیو، نئی دہلی-۲۵
۲۔ ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی (سکرٹری)	۱۰۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ (رکن)
فریدی ہاؤس، سرسید نگر، علی گڑھ (یو پی)	منزل منزل کمپلکس، علی گڑھ (یو پی)
۳۔ ڈاکٹر محمد رفعت (خازن)	۱۱۔ انجینیر سید سعادت اللہ حسینی (رکن)
شعبہ فزکس، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی	نان دیڑ
۴۔ ڈاکٹر محمد عبد الحق انصاری (رکن)	مندرجہ بالا معلومات میرے علم و یقین کی
الریحان، منزل منزل کمپلکس، علی گڑھ	حد تک بالکل درست ہیں۔
	پبلشر
	سید جلال الدین عمری